© rasailojaraid.com

مجمع البرکات

از جناب محمد عتیق الرحمٰن صاحب قاسمی، ایم۔ اے۔ بی۔ ایچ۔ ڈی، خدابخش لائبریری (پٹنہ) بہار۔

مجمع البرکات فقہی مسائل اور فتاویٰ کی کتاب ہے جو اورنگ زیب عالمگیرؒ بادشاہ کے زمانہ حکومت میں لکھی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں اس کا تعارف و تبصرہ پیش کیا جاتا ہے۔

مؤلف مجمع البرکات کے مؤلف شیخ ابوالبرکات بن حسام الدین دہلوی ہیں۔ تاریخی کتابوں اور تذکروں میں ان کی زندگی کے مفصل حالات ہمیں ملتے ہیں۔ نزہۃ الخواطر میں صرف اس قدر لکھا ہے کہ وہ دہلی میں پیدا ہوئے، وہیں نشو و نما اور تعلیم و تربیت ہوئی۔ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے دورِ حکومت میں پہلے وہاں کے مفتی مقرر ہوئے پھر قاضی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ مجمع البرکات کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں ایک کتاب لکھی جو ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۱۱۱ھ میں مکمل ہوئی۔ شمس التواریخ کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین و مؤلفین میں شریک تھے۔ اُن کی دینی و فقہی شخصیت کا تعارف سب سے پہلے اس طرح کیا گیا ہے:

الشیخ العالم الفقیہ المفتی ابوالبرکات بن حسام الدین بن سلطان بن هاشم بن رکن الدین بن جمال الدین الحنفی الدهلوی من کبار الفقهاء الحنفیة وکانت له ید طولی فی الفقه والاصول[1]

---

[1] نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص ۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہر حال اس مختصر تعارف سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ شیخ ابوالبرکات اپنے زمانہ کے مشہور عالم دین تھے۔ خاص طور پر فقہ میں انھیں ایک اہم مقام حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اورنگ زیب بادشاہ نے فتاویٰ عالمگیری کی تالیف و ترتیب کے وقت ہندوستان کے دیگر اہم علماء کے ساتھ انھیں بھی اس گراں قدر علمی کام کے لیے مدعو کیا۔

مولانا امتیاز علی خاں عرشی نے ان کا سن وفات ۱۱۳۰ھ لکھا ہے[۵]

نام کتاب | مؤلف نے مجمع البرکات کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جب یہ کتاب مکمل ہو گئی تو اس کا نام انھوں نے عجائب البرکات رکھا اور پھر محمد یار خاں ناظم دارالخلافہ (دہلی) کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور انھوں نے کہا کہ اس کا نام مجمع البرکات زیادہ موزوں ہوگا چنانچہ مؤلف نے اس کے بعد یہی نام رکھدیا۔ اور پھر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی خدمت میں تحفہ کے طور پر پیش کیا۔

سن تالیف | جیسا کہ اوپر نقل کیا گیا کہ نزہتہ الخواطر میں مجمع البرکات کا سن تالیف ۹ ذی الحجہ ۱۱۱۶ھ لکھا ہے لیکن خدا بخش لائبریری پٹنہ کے موجودہ دو نسخوں (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) کے آخری صفحات کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۹ ذی الحجہ ۱۱۱۰ھ میں لکھی گئی۔ اس کے علاوہ رضا لائبریری رام پور کے نسخہ میں جو سن تالیف دیا گیا ہے وہ بھی خدا بخش لائبریری کے نسخوں کی تائید کرتا ہے۔

معلوم نہیں مؤلف نزہتہ الخواطر نے کس نسخہ کو دیکھ کر ۹ ذی الحجہ ۱۱۱۶ھ سن تالیف لکھا ہے لیکن موجودہ صورت میں ہمارے لیے تو خدا بخش لائبریری اور رضا لائبریری کے قلمی نسخوں کا بیان ہی قابل ترجیح ہے۔

نسخے | انتہائی تلاش و تحقیق کے باوجود اب تک مجھے مجمع البرکات کے چار قلمی نسخوں کا علم ہو سکا ہے۔ ایک نسخہ رضا لائبریری رام پور میں ہے اور تین نسخے خدا بخش لائبریری میں ہر ایک کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

---

۵ رضا لائبریری کیٹلاگ ج ۳ ص ۳۴۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نسخۂ رام پور | یہ نسخہ ۲۰۷ اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ میں ۲۷ سطریں ہیں۔ اس کی کتابت ۱۱۱۷ھ میں ہوئی ہے اور اس کے کاتب کا نام عمرو بن میر ابوالاعلیٰ ابن میر یادگار حسین بخاری ہے۔ شروع کے ۵ اوراق میں فہرست الواب ہے۔ یہ خطِ نسخ میں ہے۔ اس کا نمبر ۲۵۸۷ ہے۔

نسخۂ خدابخش لائبریری | اس کا ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۴۵ ہے۔ یہ ۳۶۷ اوراق پر اور ہر صفحہ ۲۳ سطور پر مشتمل ہے۔ خط نسخ میں ہے اور اس کی کتابت ۱۱۱۶ھ کی ہے۔ کاتب کا نام عبدالقادر بن محمد حسین ہے۔ یہ مکمل نسخہ ہے جو کتاب الطہارۃ سے شروع ہو کر کتاب الوقف پر اور پھر کتاب البیوع سے شروع ہو کر کتاب الفرائض پر ختم ہوتا ہے۔ جا بجا کرم خوردہ ہے۔ شروع میں الواب فہرست ہے۔ اصل کتاب کے بعد خاتمہ کی عبارت ملتی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا کاتب عبدالقادر بن حسین ہے جس نے ۲۳ جمادی الاخری ۱۱۱۶ھ میں کتابت کی۔ یہ کام اس نے حضرت خواجہ قطب الدین نور اللہ مرقدہٗ کے مکان میں انجام دیا۔ ورق ۳۶۶ ب کے حاشیہ پر ایک تحریر ملتی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ مؤلف نے اصل کتاب ۱۱۱۰ھ میں مکمل کی۔ اس کی تکمیل میں سات سال کا زمانہ صرف ہوا۔ یہ تحریر خط نستعلیق میں ہے۔

(۲) یہ کتاب ۳۸۱ اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں۔ کتابت تقریباً بارہویں صدی کی ہے۔ خط نستعلیق ہے۔ ہینڈ لسٹ نمبر ۳۴۴۹ ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں۔ یہ نسخہ کتاب البیوع سے شروع ہو کر کتاب الفرائض پر ختم ہوتا ہے۔ جو در حقیقت مجمع البرکات کا دوسرا حصہ ہے۔ لیکن کاتب نے غلطی سے مقدمہ کی عبارت کتاب البیوع سے قبل متصلاً اس طرح لکھ دی ہے کہ اس کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف نے شاید صرف یہی حصہ لکھا ہو، حالانکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے کیونکہ یہ کتاب در اصل دو حصوں میں ہے۔ پہلا حصہ کتاب الطہارۃ سے شروع ہو کر کتاب الوقف پر اور دوسرا حصہ کتاب البیوع سے شروع ہو کر کتاب الفرائض پر ختم ہوتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳) یہ نسخہ ۳۲۷ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۳۱ سطور ہیں۔ کتابت بارہویں صدی کی ہے۔ خوبصورت خط نسخ میں ہے۔ ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۴۴ ہے۔

یہ نسخہ مذکورہ دونوں نسخوں کے مقابلہ میں صاف اور خوبصورت ہے۔ شروع میں فہرست ابواب ہے اس کے آخر میں خاتمہ کی ایک عبارت ہے جو طویل ہے لیکن اہم ہونے کی وجہ سے یہاں نقل کی جاتی ہے:-

تم بعون اللہ تعالی ھذا المختصر المسمی بفتاوی مجمع البرکات تالیف العبد الضعیف المحتاج الی اللہ الغنی ابوالبرکات بن حسام الدین من ولد قدوۃ العلماء والفضلاء شیخ المفتیین مولانا جمال خان قدس اللہ سرہ العزیز فی الیوم التاسع من شھر ذی الحجۃ فی سنۃ الف ومائۃ وعشر فی البلدۃ المحروسۃ دار الخلافۃ شاھجہان آباد حرسھا اللہ تعالی من کل البلیات وارجو من کرمہ عز اسمہ ان ینتفع بھذا المختصر الولدان الاعزان محمد اسمٰعیل ومحمد دولت وجمیع طلبۃ علم الفقہ حفظھم اللہ جل شانہ عن جمیع الشرور والآفات ووفقھم بکثرۃ الخیرات والحسنات بحرمۃ النبی سید المخلوقات آمین۔ تحریر فی التاریخ ھفتم شھر جمادی الثانی موافق ارشاد قاضی القضاۃ وحید الدین خان طول عمرہ واقبالہ بدستخط احقر العباد سید ھدایت اللہ لواطن بلدۃ شاھجہاں آباد"

اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوتے ہیں:

۱) مؤلف نے اصل نسخہ ۹ رذی الحجہ ۱۱۱۰ھ میں لکھا۔

۲) اس کے کاتب سید ہدایت اللہ ہیں جو دہلی کے باشندہ تھے۔

۳) یہ نسخہ قاضی القضاۃ وحید الدین خاں کی ہدایت پر ان کی زندگی میں لکھا گیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مؤلف کے دو لڑکوں کا نام محمد اسمٰعیل اور محمد دولت تھا۔

تعارفِ کتاب | مجمع البرکات فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ کتاب الطہارۃ سے شروع ہوکر کتاب الوقف پر اور دوسرا حصہ کتاب البیوع سے شروع ہوکر کتاب الفرائض پر ختم ہوتا ہے۔ مؤلف نے ہر کتاب کو مختلف ابواب میں اور پھر کسی باب کو مختلف فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل کتاب پر مشتمل ہے:۔

کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الرضاع، کتاب الطلاق، کتاب العتاق، کتاب الایمان، کتاب الحدود، کتاب السرقہ، کتاب السیر، کتاب اللقیط، کتاب اللقیطہ، کتاب الابق، کتاب المفقود، کتاب الشرکۃ، کتاب الوقف، کتاب البیع، کتاب الصرف، کتاب الکفالہ، کتاب الحوالہ، کتاب القضا، کتاب الشہادۃ، کتاب الوکالۃ، کتاب الدعویٰ، کتاب الاقرار، کتاب الصلح، کتاب المضاربۃ، کتاب الودلعیۃ، کتاب العاریۃ، کتاب الہبۃ، کتاب الاجارۃ، کتاب المکاتب، کتاب الولاء، کتاب الاکراہ، کتاب الحجر، کتاب الماذون، کتاب الغصب، کتاب الشفعہ، کتاب القسمۃ، کتاب المزارعۃ، کتاب المساقات، کتاب الذبائح، کتاب الاضحیہ، کتاب الکراہۃ، کتاب احیاء الموات، کتاب الاشربہ، کتاب الصید، کتاب الرہن، کتاب الجنایات، کتاب الدیات، کتاب المعاقل، کتاب الوصایا، کتاب الخنثیٰ، کتاب الفرائض۔

ماخذِ کتاب | جیسا کہ مؤلف نے مقدمۂ کتاب میں لکھا ہے کہ اس کتاب کی تالیف کے وقت مندرجہ ذیل فقہی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے:

ہدایہ، کنایہ، نہایہ، فتح القدیر، فتاوی عالمگیری، کافی، خلاصہ، محیط برہانی، محیط سرخسی، شرح مختصر الوقایہ (لابی المکارم) شرح وقایہ (للبرجندی) معدن، تبیان، فتاوی سراجیہ، فتاویٰ ظہیریہ، خزانۃ الروایات، فتاویٰ قاضی خاں، فصول حمادیہ، فصول عمادیہ، سراج الوہاج، منیۃ المصلی، بحر الرائق، جوہرہ نیرہ، کنز العباد، فتاوی فراخانیہ، غرائب، خزانۃ المفتیین[1]

[1] مجمع البرکات، ص ۱۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ چونکہ ایک حنفی عالم اور فقیہہ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس لیے اس میں اگرچہ مختلف ائمہ (امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل وغیرہ) کے فقہی مسالک اوران کے اقوال پیش کیے گئے ہیں تاہم زیادہ توجہ مسلک احناف پر دی گئی ہے۔ اوراس کے صحیح، راجح اور مفتی بہ اقوال نہایت مدلل، ٹھوس اور واضح انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔

یہاں اس کتاب کی کچھ اہم خصوصیات تحریر کی جارہی ہیں جن کے مطالعے سے اس کی صحیح قدروقیمت کا اندازہ ہوگا اوراس کی علمی وفقہی حیثیت متعین کرنے میں آسانی ہوگی۔

خصوصیات (۱) اس میں ہر کتاب کے تحت جتنے بنیادی مسائل بیان کیے گئے ہیں، ہر مسئلہ کی سب سے پہلے لغوی اور پھر شرعی تعریف وتحقیق کی گئی ہے؛ اس کے بعد اس کے فروعی اور متعلقہ مسائل نہایت مختصر مگر مدلل اور واضح انداز میں تحریر کیے گئے ہیں۔

اس اندازِ تحریر سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہر مسئلہ کی لفظی ومعنوی حقیقت اوراس کی شرعی تعریف بیک وقت بہ آسانی سمجھ میں آجاتی ہے۔ مثال کے طور پر دیکھیے کتاب الطہارۃ کا آغاز اس طرح کرتے ہیں:

الطهارة لغة النظافة وشرعاً التطهير بغسل اعضاء مخصوصة كذا في المعدن (ص ۱)	طہارۃ لغوی طور پر صفائی اور شرعی طور پر مخصوص اعضاء کو دھوکر پاک کرنے کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ معدن میں ہے۔

کتاب الصلوٰۃ کے تحت لکھتے ہیں:

الصلوٰة لغة الدعاء وشريعة عبارة عن اركان معلومة وافعال مخصوصة. كذا في المعدن ـ الفرض نوعان فرض عين وفرض كفاية والصلاة فرض عين ثبت فرضيتها بالكتاب	صلوٰۃ لغوی لحاظ سے دعاء اور شرعی لحاظ سے مخصوص ارکان وافعال کا نام ہے۔ جیسا کہ معدن میں ہے۔ فرض کی دو قسمیں ہیں۔ فرض عین اور فرض کفایہ۔ صلوٰۃ (نماز) فرض عین ہے جس کی فرضیت قرآن، سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

© rasailojaraid.com

والسنۃ واجماع الامۃ کذا فی الکافی (ص ۳۴)۔

(۲) مؤلف نے ہر مسئلہ کی تائید میں کسی اہم اور مستند فقہی کتاب کا حوالہ پیش کیا ہے۔ کہیں کہیں دو دو تین تین کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ اور پھر جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اگر اس میں کسی دوسری کتاب کی عبارت نقل کی گئی ہے تو ناقلاً عن فلاں کرکے اس کی بھی وضاحت کر دی ہے۔ اس سے مؤلف کی نہ صرف وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ ساتھ ہی ساتھ ان کے تحقیقی اندازِ فکر فقہی بصیرت و گہرائی اور مضبوط طریقۂ استدلال کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل عبارتیں مثالاً پیش کی جاسکتی ہیں:

والمراد من الواجب ما یجوز الصلوٰۃ بدونہ ویجب سجدۃ السھو بترکہ ساھیا کذا فی المعدن ویجب قراءۃ الفاتحۃ وضم السورۃ اوما یقوم مقامہ من ثلث اٰیات قصار او اٰیۃ طویلۃ فی الاولین بعد الفاتحۃ کذا فی فتاوی عالمگیر ناقلا من النھر الفائق وفی جمیع رکعات النفل والوتر ھکذا فی البحر الرائق۔ اذا نسی الفاتحۃ فی الرکعۃ الاولی و الثانیۃ وقراء بسورۃ ثم تذکر فانہ یبدأ الفاتحۃ فی الکتاب ثم یقرأ السورۃ وھو ظاھر الروایۃ کذا فی المحیط البرھانی۔

(ص ۵۳)

واجب سے مراد یہ ہے کہ اس کے بغیر نماز ہو جائے اور اس کو بھول کر ترک کرنے پر سجدۂ سہو ضروری ہو۔ جیسا کہ معدن میں ہے۔ فرض نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا اور اس کے بعد اس کی پہلی دو رکعتوں میں کوئی سورہ ملانا یا اس کے قائم مقام تین چھوٹی یا ایک بڑی آیت ملانا واجب ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں نہر فائق سے نقل کیا گیا ہے۔ . . . .

وتر اور نفل کی تمام رکعتوں میں سورہ ملانا واجب ہے۔ جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔

جب مصلی پہلی یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول جائے اور کوئی سورہ پڑھنے کے بعد اس کو یہ بات یاد آئے تو پہلے سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد سورہ پڑھے یہی ظاہر روایت ہے جیسا کہ محیط برہانی

© rasailojaraid.com

شرائط نکاح کے ذیل میں لکھتے ہیں:

اما شرطہ فمنھا العقل والبلوغ والحریۃ فی العاقل الا ان الاول شرط الانعقاد فلا ینعقد نکاح المجنون والصبی الذی لا یعقل والاخریان شرط النفاذ فان نکاح الصبی العاقل یتوقف نفاذہ علی اجازۃ ولیہ کذا فی فتاوی عالمگیر ناقلا من البدائع ولا یصح النکاح مالم یسمع کل واحد من العاقدین کلام صاحبہ کذا فی فتاوی قاضی خاں۔

شرائط نکاح میں سے عقل، بلوغ اور آزادی ہے۔ مگر پہلی چیز شرط انعقاد ہے اس لیے مجنون اور ناسمجھ بچہ کا نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ دوسری دو چیزیں شرط نفاذ ہیں اس لیے عاقل بچہ کا نکاح اس کے ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں بدائع سے نقل کیا گیا ہے۔ نکاح اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک کہ عقد کرنے والے ایک دوسرے کا کلام نہ سن لیں جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔

(ص ۱۹۶)

(۳) اختلافی مسائل میں مختلف علماء کے اقوال پیش کیے گئے ہیں اور پھر ان میں جو قول زیادہ صحیح، معتبر اور مفتی بہ ہے اس کی تصریح کر دی گئی ہے لیکن یہ قول بلا سند نہیں بلکہ ہر قول کے ساتھ کسی نہ کسی مستند فقہی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے جس سے اس قول کی اہمیت اور قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اس کے لیے مندرجہ ذیل عبارتیں مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔

لا خلاف ان صلوۃ الخوف کانت مشروعیۃ فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما بعدہ فعلی قول ابی حنیفۃ ومحمد لقیت مشروعیۃ وھو الصحیح کذا فی فتاوی عالمگیر ناقلا من الزاد۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ صلوۃ خوف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشروع تھی ہاں آپ کے بعد مشروع ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے قول کے مطابق اس کی مشروعیت باقی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(ص ۱۱۲) میں زاد سے نقل کر کے بیان کیا گیا ہے۔

صلوٰۃ عیدین کے سلسلے میں لکھتے ہیں:-

اعلم بان صلوٰۃ العیدین واجبۃ فی احدی الروایتین وھو المختار کذا فی الخلاصۃ والاصح کذا فی المحیط السرخسی ولیشترط للعید ما یشترط للجمعۃ الا الخطبۃ کذا فی الخلاصۃ والخطبۃ فی صلوٰۃ العید یخالف الخطبۃ فی الجمعۃ من وجھین احدھما ان الجمعۃ لا یجوز بدون الخطبۃ وصلوٰۃ العید یجوز بدونھا والثانی ان فی الجمعۃ یقدم الخطبۃ علی الصلوٰۃ وفی العید تؤخر عن الصلوٰۃ کذا فی فتاوی قاضیخان وان خطب قبل الصلوٰۃ جاز ویکرہ کذا فی المحیط السرخسی۔ (ص ۱۰۲)

جان لو کہ صلوٰۃ عیدین ایک روایت کے مطابق واجب ہے اور یہی پسندیدہ ہے جیسا کہ خلاصہ میں ہے اور زیادہ صحیح ہے جیسا کہ محیط (سرخسی) میں ہے عید میں بجز خطبہ کے وہی تمام چیزیں شرط ہیں جو جمعہ میں ہیں جیسا کہ خلاصہ میں ہے۔ نماز عید کا خطبہ جمعہ کے خطبہ سے دو اعتبار سے مختلف ہے۔ ایک یہ کہ خطبہ کے بغیر نماز جمعہ نہیں ہو سکتی جبکہ نماز عید اس کے بغیر ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جمعہ میں نماز سے قبل خطبہ ہے جبکہ نماز عید میں اس کے بعد جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ اور اگر نماز سے پہلے خطبہ دے دیا تو نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی جیسا کہ محیط (سرخسی) میں ہے۔

روزہ کی حالت میں قے ہو جانے کے سلسلے میں تحریر کرتے ہیں:-

وان عاد بنفسہ فسد صومہ فی قول ابی یوسفؒ ولا یفسد فی قول محمدؒ وھو الصحیح وان لم یکن ملأ الفم فان عاد لم یفسد صومہ فی قولھم وان

اگر قے خود بخود اندر لوٹ گئی تو امام ابو یوسف کے قول کے مطابق روزہ فاسد ہو گیا اور امام محمد کے قول کے مطابق روزہ فاسد نہیں ہوا یہی صحیح ہے۔ اور اگر منہ بھر کے قے نہ ہو تو اگر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعادہ فسد صومہ فی قول محمدؒ ولا یفسد صومہ فی قول ابی یوسفؒ والصحیح فی ھذا قول ابی یوسف۔ (ص ۱۶۴)

خود بخود اندر لوٹ گئی تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔ اگر روزہ دار نے جان بوجھ کر لوٹایا تو امام محمدؒ کے قول کے مطابق روزہ فاسد ہو گیا، امام ابویوسفؒ کے قول کی بنا پر روزہ فاسد نہیں ہوا۔ صحیح اس میں امام ابویوسف کا قول ہے۔

(۴) فقہی کتابوں میں فتاویٰ عالمگیری سے خاص طور پر استفادہ کیا گیا ہے اور کثرت سے اس کے حوالے پیش کیے گئے ہیں اور پھر فتاویٰ عالمگیری میں جس کتاب کی عبارت نقل کی گئی ہے اس کا حوالہ بھی ناقلاً عن فلاں کر کے دے دیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں مذکورہ عبارتیں "نمونتہً" کافی ہیں تاہم دو ایک مثال اور دیکھیے:

صلوٰۃ المریض کے بارے میں لکھتے ہیں:

اذا عجز المریض من القیام صلی قاعدا واصح الاقاویل فی تفسیر العجز ان یلحقہ بالقیام ضرر وعلیہ الفتویٰ کذا فی فتاوی عالمگیر ناقلاً عن معراج الدرایہ۔ (ص ۹۲)

مریض جب قیام کرنے سے مجبور ہو تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ عجز کی زیادہ صحیح تعریف یہ ہے کہ کھڑا ہونے پر اس کو کوئی نقصان پہنچے۔ اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں معراج الدرایہ سے نقل کر کے بیان کیا گیا ہے۔

ادب القاضی کے تحت فرماتے ہیں:

الادب ھو التخلیق باخلاق الجمیلۃ والخصال الحمیدۃ فی معاشرۃ الناس ومعاملتھم کذا فی فتاویٰ عالمگیر۔ (ص ۳۶۴)

ادب کہتے ہیں لوگوں کی معاشرت اور معاملات میں اچھے اخلاق اور بہترین عادات سے پیش آنا۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

(۵) اس میں اختصار کے ساتھ ساتھ اسلوب بیان نہایت آسان شگفتہ اور عام فہم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اختیار کیا گیا ہے جس کی وجہ سے قاری کو عبارت فہمی میں کہیں دشواری نظر نہیں آتی۔

دیکھیے کتاب البیع کے تحت لکھتے ہیں:۔

البیع وھو من الاضداد ووقع فی الغالب علی اخراج المبیع عن الملک قصداً والشراء ایضاً من الاضداد وفی الغالب لیقع علی اخراج الثمن من الملک قصداً وفی الشرع ھو مبادلة مال بمال علی تراض کذا فی برجندی واما رکنه فنوعان احدھما الایجاب والقبول والثانی التعاطی وھو الاخذ والاعطاء کذا فی المحیط السرخسی والشرط فی بیع التعاطی الاعطاء من الجانبین عند شمس الائمة الحلوائی کذا فی الکفایه وعلیه اکثر المشائخ وفی البزازیة وھو المختار کذا فی البحر الرائق والصحیح ان قبض احدھما کاف لنص محمد رح علی بیع التعاطی یثبت لقبض احد البدلین وھذا ینتظم الثمن والمبیع۔

(ص-۳۳۸)

بیع اضداد میں سے ہے۔ عام طور پر مبیع کا جان بوجھ کر قبضہ سے نکال دینے کے معنی میں آتا ہے۔ شراء بھی اضداد میں سے ہے اور عام طور پر ثمن کا قبضہ سے قصداً نکال دینے کے معنی میں مستعمل ہے۔ شریعت میں جانبین کی رضامندی کی بنا پر ایک مال کا تبادلہ دوسرے مال کے ساتھ ہونے کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ برجندی میں ہے۔ اس کے رکن دو ہیں: ایک ایجاب قبول دوسرے لین دین جیسا کہ محیط سرخسی میں ہے شمس الائمہ حلوائی کے نزدیک لین دین کی بیع میں شرط یہ ہے کہ جانبین سے دینا ہو جیسا کہ کفایہ میں ہے اس پر اکثر مشائخ ہیں۔ بزازیہ میں ہے یہی پسندیدہ ہے۔ جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جانبین میں سے کسی ایک نے بھی قبضہ کر لیا تو بھی کافی ہو گیا جیسا کہ امام محمد کا بیع تعاطی کے بارہ میں نص ہے کہ بدلین میں سے کسی ایک کا قبضہ میں آجانے سے وہ درست ہو جاتا ہے۔ اور یہ ثمن اور مبیع دونوں پر محیط ہے۔

© rasailojaraid.com